بیاد

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ

ماہنامہ

لاہور

جہانِ رضا

مدیرِ اعلیٰ

محمد منیر رضا قادری

مجلسِ رضا مرکزی

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

شمارہ 270/ جنوری ۲۰۲۳ء/ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ جلد ۳۱

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا **حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری** رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ **پیرزادہ اقبال احمد فاروقی** رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی
محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مجلس رضا مرکزی
MARKAZI MAJLIS

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مُفلِس کسے کہتے ہیں؟	2
2	ہر مشورے پر عمل ممکن نہیں!	2
3	کُنجی تمھیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے	6
4	اسلام اور ماحولیات!	13
5	یورپ میں اپنے لائسنس پر کسی اور سے کام کروانا	17
6	صحابہ و اہل بیت آپس میں شِیر و شکر	19
7	وضاحت و ہدایت	36

زرِ تعاون فی پرچہ -/50 روپے
سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا
مُسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
0321-4477511
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com

مُفلِس کسے کہتے ہیں؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پوچھا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! ہمارے یہاں مفلس اسے کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار اور ضروری سامان زندگی نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہماری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن روزہ، نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پہ تہمت باندھی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا، پھر اسے سب کے سامنے بٹھایا جائے گا اور بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کے ظلموں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ لے کر اس پر رکھ دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ ❶

* * *

ہر مشورے پر عمل ممکن نہیں!

محمد سلیم رضوی

دین کے کام ہوں یا دنیا کے امور، ان میں سے ہر ایک کے مختلف شعبہ جات ہیں۔ کوئی بھی فرد ہر شعبہ میں بیک وقت کام نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہم اپنی پسند، رجحان اور دیگر عوامل کے باعث ایک یا چند میدان منتخب کر کے کام کا آغاز کرتے ہیں۔ ہمارے ملنے والے جن میں بعض ہم سے بڑے ہوتے ہیں اور بعض چھوٹے بھی، وہ ہمارے کام

---

❶ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۸۱

پر تبصرے کرتے ہیں۔ رائے دیتے ہیں۔ تنقید کرتے ہیں اور کچھ لوگ حوصلہ افزائی، دعاؤں اور تعریفی کلمات سے نوازتے ہیں۔ یہ سب ایک معمول کے مطابق چل رہا ہوتا ہے۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم ہر رائے، تبصرہ پر عمل کرنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں یا اس سے متاثر ہونے لگتے ہیں۔

میں اسے آپ کو اپنی ذاتی مثال سے سمجھاتا ہوں کیونکہ میں اس تحریر کے ذریعے آپ سے اپنا ذاتی تجربہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

میرا رجحان مطالعہ، کتابوں کی اشاعت، کتابوں کی تصنیف و تالیف، نایاب کتابوں کی تلاش، اسلاف کی تراثِ علمیہ کی حفاظت کے انتظامات وغیرہ کی طرف زیادہ ہے۔ یوں کہہ لیں یہ میرا میدان ہے اور میری دلچسپی کا خاص مرکز۔ اب جب میں علماء، یا دینی شخصیات سے ملا تو سب کا تاثر، رسپانس (responce) مختلف رہا کسی نے تعریف کی اور اتنی حوصلہ افزائی فرمائی کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے جذبہ اور ہمت کے کئی انجیکشن مجھے ایک ساتھ لگا دیے ہوں۔ مجھ میں کام کرنے کا جذبہ بہت بڑھ گیا ایک نئی قوت خود میں محسوس ہوئی۔ پھر جب کسی اور سے ملا تو وہ مجھ سے یوں گویا ہوئے کہ آج کا دور تو کتابوں کا دور ہی نہیں۔ تحریر اب کوئی نہیں پڑھتا۔ کتاب چھاپنا مفید نہیں اس سے تو بہتر ہے ان ہی وسائل سے فلاں کام کر لیا جاتا۔ وغیرہ وغیرہ اس طرح انہوں نے مجھے دوسرے میدان دکھائے کہ اس فیلڈ میں ضرورت ہے کام کی۔ تو میرا حوصلہ کم ہو گیا، مجھے وسوسہ آنے لگے کہ کہیں میں اپنے وقت اور صلاحیتوں کو ضائع تو نہیں کر رہا ہوں۔

کیونکہ سامنے والی شخصیت بہت تجربہ کار ہے۔

یہ سلسلہ ایک عرصہ چلا اور اس سے بہت نقصان یعنی وقت کا ضیاع بھی ہوا۔ پھر بالآخر مجھ پر ایک اصول آشکار ہوا یا یو کہہ لیں میں نے اس تجربہ سے ایک نکتہ اخذ کیا وہ یہ کہ

میں ایک وقت میں سب کے مشورے پر عمل نہیں کر سکتا، لہٰذا ہر مشورہ، رائے اور تجزیہ سے متاثر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہر آدمی اپنے تجربہ، عقل، مشاہدہ اور ماحول و مشاغل

کے اعتبار سے بات کرتا ہے لہٰذا ہر ایک کی رائے کو اسی پیرائے میں دیکھا جائے۔

اس اصول کو اپنانے کے بعد میرے لئے بہت آسانیاں ہوگئیں۔ اب مجھ سے کوئی بھی کہتا ہے کہ میں تصنیف و تالیف کے بجائے دوسرا کام کروں تو میں غور کرتا ہوں کے اِن کی اس بات کے پیچھے کیا عوامل ہیں۔ مثلاً مجھ سے حوصلہ شکن گفتگو کرنے والے لوگوں میں تمام لوگ وہ ملے جنہوں نے کبھی خود کوئی رسالہ بھی تحریر نہیں کیا اور نہ ان کا مطالعہ کا ذوق تھا تو ان کا یہ تبصرہ بالکل درست تھا کیونکہ وہ اس کی افادیت اور فوائد سے لاعلم تھے یا یوں کہہ لیں کہ یہ ان کی فیلڈ ہی نہیں تھی۔ اس کی دنیوی مثال یوں ہے کہ دنیوی کاروبار میں دیکھیں جس آدمی کو جس کاروبار سے مطلوب نفع ہونے لگے اس کے لئے بہترین کام وہی ہوگا جو وہ کر رہا ہے اور مشورہ بھی وہ اُسی کام کا دے گا بالکل اسی طرح خطیب کے لئے سب سے اہم و مفید کام خطابت ہے اور یہی وقت کا تقاضہ بھی۔ وہ آپ کو خطابت کے فوائد بتائے گا اور اس کی افادیت اور نسبتاً زیادہ مؤثر ہونے پر دلائل قائم کرے گا۔ مدرس اپنے کام کی افضلیت پر کلام کریں گے اور وقت کا سب سے بڑا تقاضہ مسند تدریس سنبھالنا بتائیں گے کہ یہی سب سے اہم شعبہ ہے۔

اب اس تمہید کے بعد میں مشورے کے حوالے سے چند مفید و کارآمد باتیں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں جس کے لیے اس تحریر کو لکھا گیا ہے۔

1. اپنے ذہنی و طبعی رجحان کے بعد آپ جس فیلڈ/ شعبہ کا انتخاب کرلیں پھر اس میں کمال حاصل کریں اور ہر ایک کی بات سے متاثر ہوکر اپنے کام کو ادھورا مت چھوڑیں۔ مثلاً آپ درس نظامی کر رہے تھے کسی نے آپ سے کہہ دیا کہ آپ تو بہترین آواز کے مالک ہیں آپ تو بہت اچھے نعت خواں بن سکتے ہیں اور آپ اپنے اسباق چھوڑ کر نعت کی مشق کرنا شروع ہوگئے۔ اس طرح تو آپ کامیاب نہیں ہوسکتے!۔
2. مشورہ کے لیے کچھ شخصیات کا انتخاب کرلیں جن کی تعداد کم سے کم ہو۔ ایک یا دو

یا زیادہ سے زیادہ تین چار۔۔۔ لیکن ضروری یہ ہے کہ وہ آپ کو اور آپ انہیں اچھی طرح جانتے ہوں۔۔۔ پھر ہر فن کے ماہر سے اسی فن کے متعلق مشورہ کریں، رائے لیں اور ان کی رائے کو اہمیت دیں اس سے آپ پر اپنے کام کی نئی نئی جہات آشکار ہوں گی اور آپ مزید مہارت سے اپنی ذمہ داریاں انجام دیں گے۔

حکم بھی یہی ہے کہ **وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ**

3. کسی کی بھی حوصلہ شکنی مت کریں اگرچہ اس کا کام آپ کے نزدیک کم اہم ہی کیوں نہ ہو۔ آپ یہ سوچیں کہ اگرچہ یہ کام دوسرے کام کی نسبت کم اہم ہے مگر ضرورت اس کی بھی ہے اور فضول یہ بھی نہیں۔

چاہے سب لوگ تمام کام چھوڑ کر صاحب طرز خطیب بن جائیں، یا صاحبان قلم چاہیں کہ سب قلم و قرطاس تھام کر مشق آزمائی شروع کردیں تو یہ حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے!۔

آپ جس کام کو اہم سمجھتے ہیں ضروری نہیں کہ دیگر کے نزدیک بھی وہی اہم ہو۔ بس آپ یہ دیکھیں کہ آپ اہم سمجھتے ہیں جبھی تو اس کام میں مشغول ہیں، اسی طرح دوسرا شخص بھی جس کام کو وقت کا تقاضہ سمجھ رہا ہے وہ اس میں مشغول ہے۔

4. جب تک آپ سے مشورہ طلب نہ کیا جائے، بلاضرورت مشورے تقسیم کرنا شروع نہ کردیں۔ اس سے آپ کی وقعت کم ہوگی۔

5۔ اگر آپ کسی کے کام میں تعاون نہیں کرسکتے تو حوصلہ شکنی کرکے اس کا کام مت بگاڑیں۔ حوصلہ افزائی کریں اور یہی اخلاص کا تقاضہ ہے۔ بالخصوص بڑوں کی تو ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں پر ہمیشہ شفقت رکھیں کیونکہ بڑے خود بھی کسی کی شفقتوں سے بڑے بنے ہوتے ہیں۔ اور یہی محبت، شفقت، حوصلہ افزائی اصاغر کے لیے کامیابی کی راہیں کشادہ کرتی ہے۔

اللہ پاک ہمیں محبتیں تقسیم کرنے اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کا شرف عطا فرمائے۔ آمین

❀❀❀

گُنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ①

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو نورانی منبر لائے جائیں گے، ایک عرش کی دائیں جانب اور دوسرا عرش کی بائیں جانب نصب کیا جائے گا، اِن منبروں پر دو شخص نمودار ہوں گے، پس وہ جو عرش کی دائیں جانب ہوگا ندا دے گا: اے گروہانِ مخلوقات! جس نے مجھے پہچان لیا اُس نے جان لیا اور جس نے مجھے نہیں جانا (تو وہ جان لے) کہ میں جنت کا داروغہ رضوان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تھما دوں، اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اُنہیں ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو تھما دوں تا کہ وہ اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کو جنت میں داخل کر سکیں۔ پس تم آگاہ ہو جاؤ۔ پھر وہ شخص جو عرش کی بائیں جانب ہوگا ندا دے گا: جس نے مجھے جان لیا سو جان لیا اور جس نے مجھے نہیں جانا تو وہ جان لے کہ میں مالک، جہنم کا داروغہ ہوں۔ اللہ

---

① رَوَاہُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِیُّ. 31/31

3-4: أخرجه محب الدين الطبرى فى الرياض النضرة، 366/1، الرقم: 109، وإسماعيل* *الأصبهانى فى دلائل النبوة، 65/1، الرقم: 25، والسيوطى فى الخصائص الكبرى، 388/2، والثعالبى فى الكشف والبيان، 468/7.*

تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جہنم کی کنجیاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دے دوں اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ کنجیاں ابوبکر و عمر کو دے دوں تا کہ وہ اپنے ساتھ بغض رکھنے والوں کو جہنم میں دھکیل سکیں۔ سو تم سب اِس پر گواہ ہو جاؤ۔'' اِسے محب الدین الطبری نے روایت کیا ہے۔

اس روایت کو کتاب موجبات الجنہ لابن الفاجر میں ابن الفاجر نے بھی نقل کیا ہے۔

ثنا الإمام عمی قال، ثنا أبو علی الوزیر إملاءً قال، ثنا یوسف بن محمد الزاهد وأنبا أبو طاهر الصوفی بقراءاتی علیه قال، ثنا یوسف بن محمد فی کتابه، قال، حدثنا أحمد بن إبراهیم بن أحمد قال، ثنا القاسم بن محمد السراج، ثنا محمد بن أحمد الضبی الدینوری بمکة فی المسجد الحرام قال، ثنا أحمد بن یحیی قال، ثنا الصابر الجارود قال، ثنا هشیم عن هشام بن عروة عن أبیه عن عائشة ـ رضی الله عنها ـ قالت قال رسول الله صلی الله علیه و سلم

((إذا کان یوم القیامة ینصب میزانٌ من ذهبٍ أمام العرش فیأتی ملکٌ من الملائکة فیعلو أحدهما فیقول من عرفنی فقد عرفنی، ومن لم یعرفنی فأنا رضوان خازن الجنة، وهذا مفاتیحها بیدی، أمرنی الله ـ عزوجل ـ أن أدفعها إلی النبی صلی الله علیه وسلم وأمرنی النبی صلی الله علیه وسلم أن أدفعها إلی أبی بکر رضی الله عنه یدخل الجنة محبیه ومحبی عائشة بغیر حسابٍ، ویأتی ملکٌ من الملائکة فیعلو المنبر الثانی، ویقول من عرفنی فقد عرفنی، ومن لم یعرفنی فأنا مالکٌ خازن النار، وهذا مفاتیحها بیدی، أمرنی الله أن أدفعها إلی النبی صلی الله علیه وسلم وأمرنی النبی صلی الله علیه وسلم أن أدفعها إلی أبی بکر الصدیق رضی الله عنه یدخل النار مبغضیه ومبغضی عائشة بغیر حسابٍ))

قال أبو بكر سمع هذا الحديث الكرخي، وقال لو كان هذا الحديث مكتوباً على الجدار لكان الواجب أن يكتب بماء الذهب كتاب موجبات الجنة لابن الفاخر ابن الفاخِر بابٌ في ذكر أن محبي أبي بكر وعائشة ۔ رضي الله عنها ۔ يدخلون الجنة بغير حسابٍ

اس کی سند پر کلام ہے

اس حدیث کا متن بالکل قرآن وصحیح احادیث سے ثابت شدہ ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحی 4)

ترجمہ: اور بیشک بعد والی ساعت آپ کے لئے پہلی ساعت سے بہتر ہے۔

تفسیر میں مفسرین نے کیا فرمایا دو کتب سے مفہوم

کہ آنے والے اَحوال آپ کے لئے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالی کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ہر آنے والی گھڑی میں آپ کے مَراتب ترقیوں میں رہیں گے۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحی 5)

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اسکا متن آپ خود دیکھ لیں گے۔

آپ ایک بار اوپر والی روایت کو غور سے پڑھیں پھر ان احادیث کو پڑھتے جائیں۔ اِن شاء اللہ۔ آپ خود ہی سمجھ جائیں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ البَقَرَة حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ البَقَرَة فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ

لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ ، وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ ، وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔ ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھو میں تم سے پہلے جا کر تمہارے لیے میر ساماں بنوں گا اور میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اور قسم اللہ کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے اس کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے۔

اس میں واضح طور پر سمجھا جا سکتا ہے یہی بات اوپر والی روایت میں کی گئی۔

یہ حدیث بخاری میں چار جگہ پر موجود ہے اس کے علاوہ بھی بہت ساری کتب میں درج ہے الفاظ مختلف مفہوم ایک ہی ہے کہ ذات محبوب کبریا عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اب اسکا تعین کرنا کون کون سے خزانے ہیں ہمارے بس کی بات نہیں۔ اور نہ ہم اس مسئلہ میں قید و بند لگا سکتے ہیں حدیث پر کہ ہاں یہ ہوگا یہ نہیں۔ ایسا کرنا وہابیہ کا کام ہے ہمارا نہیں۔

ہم نے بس مان لیا کہ ہاں دے دی گئی ہیں اب دینے والا اور لینے والا جانے۔

میرے خیال میں اور حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کنجیاں کا لفظ کہنا یہ مقصد تھا کہ رسائی، (پہنچ) اختیار، بادشاہت اللہ نے دے دی ہے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ , عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ , عَنْ أَبِي الْخَيْرِ , عَنْ عُقْبَةَ , أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا

---

❶ صحیح بخاری جلد 1 حدیث۔ 1344۔ 2977۔ 3596

فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ, ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ, فَقَالَ : إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ, وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ, وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ, أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ, وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا. ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور شہداء احد پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے مردوں پر ادا کی جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے آگے جاؤں گا، میں تمہارے حق میں گواہ رہوں گا۔ میں اب بھی اپنے حوض (حوض کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجی عطا فرمائی گئی ہے یامفاتیح الأرض یعنی زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لیے حرص کرنے لگو گے۔

اب اس حدیث پر غور کریں تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں حوض کوثر کہاں ہے اور لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے یعنی میرا۔ مالکیت ظاہر ہو رہی ہے۔ سلطنت آسمان پر بھی ہے جس کی سلطنت ہو اختیار ہو چابیاں بھی اسی کے پاس ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ایک بادشاہ کا وزیر ہوتا ہے بادشاہ اس کو بہت سارے اختیار دیتا ہے وزیر اسے استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ وزیر کو سب دے دیا جاتا ہے ہر چیز پر وہ حکمرانی کرتا ہے۔ جیسا حدیث میں ہے واللہ یعطی انا القاسم اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں (مشکوۃ شریف ص ۵۲۱)۔

---

❶ صحیح بخاری جلد2 حدیث4085

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ ❶

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (علم کے) دو برتن یاد کر لیے ہیں، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ »بلعوم« سے مراد وہ نرخرا ہے جس سے کھانا اترتا ہے۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ ذَكَرَ دَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا خَلَا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ۔ ❷

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ابوبکر و عمر جنت کے ادھیڑ عمر کے لوگوں کے سردار ہیں، خواہ وہ اگلے ہوں یا پچھلے، سوائے نبیوں اور رسولوں کے، لیکن علی! تم انہیں نہ بتانا“۔ جسے چاہیں جو جو عطا کریں سب دیا آپ کی سلطنت میں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَبُوهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا۔ ❸

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، اور ان کے والدان سے بہتر ہیں۔

---

❶ صحیح بخاری جلد 1 حدیث 120

❷ سنن الترمذی جلد 2 حدیث 3666

❸ سنن ابن ماجہ جلد ۱ حدیث 118

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَمُوتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں، پھر ان سے کوئی بات کی تو وہ ہنس پڑیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے ان کے رونے اور ان کی ہنسی کے متعلق ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ میں وفات پا جاؤں گا تو میں رو پڑی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ مریم بنت عمران کے علاوہ اہل جنت کی خواتین کی میں سردار ہوں۔" اس پر میں ہنس دی۔ رواہ الترمذی

اگر وہابی یہ آیت پیش کریں۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (الزمر آیت 63)

ترجمہ: اسی کے پاس آسمانوں اور زمینوں کی چابیاں ہیں اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا ہے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں اوپر بیان کی گئی احادیث کو مانوں گے یا انکار کر دو گے؟

ہاں یہ بات سنی ہی سمجھ سکتا ہے اور سمجھا سکتا ہے ورنہ ایسے نے تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بھی شرک کا فتویٰ لگا دیا تھا۔ العیاذ باللہ۔

اس آیت کو سمجھنے کے لیے درج ذیل تفاسیر کو پڑھیے۔

خزائن العرفان، تبیان القرآن، صرط الجنان، روح البیان وغیرہ۔

* * *

اسلام اور ماحولیات!!

تحریر: علامہ عنایت اللہ حصیر

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ ①

ترجمہ: زمین کی درستگی کے بعد اسے خراب نہ کرو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

وَقَالَ الضَّحَّاك من الْفساد فِى الأَرْض تغوير الْمِيَاه، وَقطع الْأَشْجَار المثمرة

یعنی امام ضحاک فرماتے ہیں کہ زمین کو خراب کرنے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ پانیوں کو ضائع کیا جائے اور پھلدار درختوں کو کاٹا جائے۔ ②

زمین کو خراب کرنے سے مراد یہ معنی بتائے ہیں مفسرین نے کہ زمین و معاشرے کو تباہ نہ کرو، فتنہ فساد ڈاکہ چوری کرپشن رشوت سود زنا منشیات وغیرہ گناہوں برائیوں کے ذریعے زمین و معاشرے کو خراب مت کرو اور یہ معنی بھی مراد لیے ہیں کہ پانی کو ضائع نہ کیا جائے۔ یعنی بارش ہو تو کوشش کی جائے کہ پھلدار اور دیگر پودے درخت زرعات جنگلات اگائے جائیں، کنویں کھودے جائیں۔ بنجیر زمین سرسبز و شاداب کی جائے، ڈیم تالاب نہریں بنائی جائیں اور فوائد اٹھائے جائیں۔

بلا مجبوری درخت نہ کاٹے جائیں۔ جتنی مجبوراً حاجت ہو کٹائی کی جائے۔ اسی طرح معدنیات وغیرہ یعنی کوئلہ گیس پیٹرول مناسب مقدار میں نکالا جائے تاکہ زمین کا

---

① سورہ اعراف آیت 85

② تفسیر سمعانی 2/189

اندر سے نظام خراب نہ ہو، زمین وسمندر سے معدنیات نکال کر جوہری ہتھیار نہ بنائے جائیں کہ ان تمام کرتوتوں سے زمین کا اور سمندروں دریاؤں کا نظام درھم برھم ہوجائے گا اور بارشوں کا نظام، درجہ حرارت کا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔

اور کسی درخت کو مت جالانا (سرسبزی شادابی تباہ نہ کرنا) اور غارت گری مت کرنا۔ ❶

سَبْعَةٌ يَجْرِی لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ وَهُوَ فِی قَبْرِهِ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ«

سات کام ایسے ہیں کہ بندہ جب اپنی زندگی میں کرے تو موت کے بعد بھی اس کو اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

علم پڑھایا یا نہر کھدوائی جاری کروائی یا کنواں کھدوایا یا کھجور (یا پھلدار یا کوئی بھی مفید) درخت اگائے یا مسجد (مدرسہ یا رہائش کی کوئی جگہ وقف) بنوائی یا مصحف (یا کوئی مفید کتاب) دی یا اولاد چھوڑی جو دعا واستغفار کرے۔ ❷

اس حدیث پاک میں دیگر کے کاموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تو ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ پانی کا بندوبست کیا جائے نہری پانی کا بندوبست کیا جائے جس سے درخت پھل جنگلات زرعات اُگائے جائیں۔

إِنْ قامَتِ السّاعَةُ وَفِی يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ فإن استطاع أن لا تقوم حتى يغرسها فليغرسها

بالفرض اگر قیامت واقع ہورہی ہو اور تمہارے ہاتھ میں پھل دار درخت کا پودا ہے اگر تم قیامت واقع ہونے سے پہلے پہلے اسے اُگا سکتے ہو تو ضرور اگاؤ۔ ❸

---

❶ مؤطا امام مالک روایت نمبر 982

❷ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد 1/167 حدیث 769

❸ جامع صغیر حدیث 2304

درخت باغات جنگلات زرعات اگانے کی کتنی بڑی اہمیت وافادیت ہے مذکورہ حدیث پاک سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »النَّخْلُ وَالشَّجَرُ بَرَكَةٌ عَلَى أَهْلِهِ، وَعَلَى عَقِبِهِمْ بَعْدَهُمْ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھجور اور دیگر درخت برکت ہیں لگانے والے کے لئے اور اس کے بعد کے آنے والوں کے لیے۔ ❶

اس حدیث پاک میں واضح ارشاد موجود ہے کہ درختوں زرعات جنگلات کا فائدہ ہمیں بھی ہوگا اور ہماری نسلوں کو بھی ہوگا۔

مَنْ نَصَبَ شَجَرَةً فَصَبَرَ عَلَى حِفْظِهَا وَالْقِيَامِ عَلَيْهَا حَتّٰى تُثْمِرَ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُصَابُ مِنْ ثَمَرَتِهَا صَدَقَةٌ عِنْدَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ

جس نے کوئی درخت لگایا اور اس کی حفاظت کی اور اس کی دیکھ بھال کی یہاں تک کہ وہ پھلدار ہوگیا تو جو بھی اس کے پھل سے (یا سائے سے یا کسی بھی طرح کا) فائدہ اٹھائے گا تو اس کے لئے اجر ہوگا۔ ❷

اس حدیث پاک میں جہاں ترغیب وفضیلت ہے کہ درخت باغات جنگلات زرعات وغیرہ اگائے جائیں تو وہاں اس چیز کی بھی ترغیب ہے کہ ان کی دیکھ بھال کی جائے، انہیں پانی دیا جائے ان کی حفاظت کی جائے۔

يُحِبُّ النَّظَافَةَ

(نظافت اختیار کرو کہ) نظافت (پاکیزگی صفائی ستھرائی) اللہ کو پسند ہے۔ ❸

---

❶ المعجم الكبير للطبراني 3/84 حدیث 2735

❷ مسند احمد حدیث 16586

❸ ترمذی حدیث 2799

باطن وظاہر کی پاکیزگی، اخلاق واعمال کی پاکیزگی، معاشرے کی پاکیزگی، سیاست کی پاکیزگی، نظام کی پاکیزگی، ماحول کی پاکیزگی، پانی کی پاکیزگی، سمندروں کی پاکیزگی، دریاؤں کی پاکیزگی، فضا اور آب وہوا کی پاکیزگی۔

الغرض ہر قسم کی پاکیزگی کو اختیار کرنا چاہیے اس میں ہماری اور ہماری نسلوں کی اور ہمارے معاشرے کی بھلائی ہے، انسانیت کی بھلائی ہے۔

اسی پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ ہم سمندروں میں انسانی فضلات، فیکٹریوں کے فضلات نہ پھینکیں۔ ندی نالوں میں پلاسٹک وغیرہ نہ پھینکیں بلکہ انہیں اچھے طریقے سے ٹھکانے لگائیں۔ زرعات کے فضلات جلا کر ضائع نہ کریں بلکہ دیگر کاموں میں لائیں یا کیمیائی وغیرہ طریقوں سے ضائع کریں کہ سموگ دھند وغیرہ جیسے مسائل پیدا نہ ہوں بلکہ فضلات زمین کے لیے بطور کھاد بنائے جاسکتے ہیں۔ ہمیں اس طرف بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ ہم دھوئیں وغیرہ کے ذریعہ سے ہوا کو آلودہ نہ کریں، زیادہ دھواں دینے والی گاڑیاں ہوائی جہاز وغیرہ استعمال نہ کریں یا کم سے کم کریں، ماحول دوست طریقوں سے بجلی بنائیں، سولر انرجی استعمال کریں اور دھوئیں کو کس طرح مفید بنایا جاسکتا ہے اس طرف توجہ دیں اور ترقی کریں۔

اسی پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ ہم ملاوٹ نہ کریں، کم کھائیں مگر اچھا کھائیں، خالص کھائیں۔ خالص تر نہ سہی مگر کوشش کریں کہ اچھے سے اچھے کوالٹی کا کھائیں اگرچہ کم ہو، اسی طرح بے جا نظافت بھی نہیں کرنی چاہیے، مثلاً سبزیوں پھلوں کے مفید چھلکے کو اتار کر نہیں پکانا چاہیے نہیں کھانا چاہیے بلکہ ان کے چھلکوں ان کے پتوں سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے، آٹا بالکل زیادہ ہی صاف کر کے اس کا چھلکا اتار کر استعمال نہیں کرنا چاہیے کہ اب سائنسدان بھی مان گئے کہ اس کے چھلکے میں بڑی افادیت ہے، دالوں اور چنوں کے چھلکے بھی اتار کر ضائع نہیں کرنے چاہیے، گوشت دالیں سبزیاں وغیرہ کڑھائی کر کے نہیں کھانی

چاہیے بلکہ پانی میں پکا کر استعمال کرنی چاہیے کہ اس طرح وٹامنز افادیت زیادہ ہے۔

اسی پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ ہم پر تعش زندگی کی طرف نہ جائیں بلکہ معتدل رہیں، پیدل چلیں، سائیکل کی سواری کریں۔ گاڑیوں اور ''اے سی'' فریزر وغیرہ کی بہتات ہمارے معاشرے کو یا درجہ حرارت کو خراب کر رہی ہے یا نہیں اس طرف سائنسدانوں کو توجہ دینی چاہیے، اسی طرح پیٹرول گیس بہت زیادہ نکال کر بے تحاشہ استعمال کرنا زمین کے درجہ حرارت اور زمین کے اندرونی نظام کو خراب تو نہیں کر رہا؟ اس طرف بھی سائنسدانوں کو توجہ دینی چاہیے۔

❀❀❀

یورپ میں اپنے لائسنس پر کسی اور سے کام کروانا

ابوالحسن حافظ محمد حق نواز مدنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ یورپ میں بعض کام ایسے ہیں جن کے لئے باقاعدہ گورنمنٹ کی جانب سے اجازت نامہ ضروری ہوتا ہے اور حکومت کی طرف سے ان کاموں پر سالانہ ٹیکس بھی مقرر ہوتا ہے جو ادا کرنے پر ہی مذکورہ اجازت نامہ کی مدت آگے بڑھتی ہے، یعنی اب اگلے سال بھی اسے وہ کام کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ایسے میں ایک شخص جسکے پاس باقاعدہ یہ اجازت نامہ والے کاغذات تو نہیں ہوتے لیکن اسکے پاس اچھا خاصہ کام ہوتا ہے اور وہ ان لیگل طور پر یہ کام کر رہا ہوتا ہے جبکہ دوسرا شخص جس کے پاس کاغذات تو موجود ہوتے ہیں لیکن اسکے پاس کام نہیں ہوتا، ایسے میں وہ شخص جو ان لیگل طور پر کام چلا رہا ہوتا ہے وہ دوسرے کے کاغذات لیکر ٹیکس وغیرہ ادا کرتا ہے یوں اسکا کام بھی چل جاتا ہے اور ساتھ میں دوسرے مسلم کا بھی فائدہ ہو جاتا ہے کہ اسکے کاغذات رینیو ہو جاتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ کار درست ہے؟ (جزاہ اللہ)

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

سوال میں مذکورہ طریقہ کار اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ دہی شامل ہے جبکہ دھوکہ و بدعہدی وغیرہ تو کسی غیر مسلم سے بھی جائز نہیں، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ایسا کرنا وہاں کے قانون کی مخالفت بھی ہے جس پر سزا وغیرہ کا قوی خدشہ ہے اور ہر وہ غیر قانونی کام جس پر ذلت کا قوی اندیشہ ہو جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إياكم والكذب، فإن الكذب يهدى إلى الفجور، وإن الفجور يهدى إلى النار الخ

یعنی جھوٹ سے بچو، بیشک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من غش فليس منى

یعنی جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں) ❷

فتاویٰ رضویہ میں ہے: غدر (دھوکہ) و بدعہدی مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے۔ ❸

اپنے آپ کو ذلت و رسوائی پر پیش کرنا جائز نہیں چنانچہ ابن ماجہ شریف میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم »لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه«

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلت و رسوائی میں پیش کرے۔ ❹

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، ۲۹۷/ ٤

❷ مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، ۹۹/ ۱

❸ فتاویٰ رضویہ، جلد 17، صفحہ 348، رضا فاؤنڈیشن لاہور

❹ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث نمبر 4016، 1332/ 2

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے: "من اعطی الذلۃ من نفسہ طائعا غیر مکرہ فلیس منّا" یعنی جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"❶

ایک اور مقام پر ہے:

ایسے امر کا ارتکاب جو قانونا ناجائز ہے، اور جرم کی حد تک پہنچے شرعا بھی ناجائز ہوگا کہ ایسی بات کے لئے جرم قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لئے پیش کرنا شرعا بھی روا نہیں۔❷

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

❀❀❀

صحابہ واہل بیت آپس میں شیر وشکر

علامہ عنایت اللہ حصیر

سیدنا علی، سیدنا معاویہ ودیگر صحابہ کرام واہلبیت عظام کے بعض فضائل اور ان میں بعض فروعی اختلاف تھا مگر ایک دوسرے سے نفرت نہ کرتے تھے، ایک دوسرے کی توہین وگستاخی نہ کرتے تھے اور مکاروں غالیوں کی مذمت اور سیدنا علی ودیگر اہلبیت کے حکم وعمل کے برخلاف چلنے والے نافرمان مکار غالی رافضیوں نیم رافضیوں جھوٹوں کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے تاکہ پتہ لگے کہ ہم ان مکار نافرمانوں کے خلاف کیوں ہیں، مذمت کیوں کرتے ہیں..؟ اور اتحاد وبرداشت کی صورت کیا ہے۔؟؟

---

❶ فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 93، رضا فاؤنڈیشن لاہور

❷ فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 192، رضا فاؤنڈیشن لاہور

خَيْرُكُمْ قَرْنِي ❶

تم میں سے بہترین اور خیر و بھلائی سے بھرپور لوگ وہ ہیں جو (صحابہ کرام و اہلبیت عظام وغیرہ مسلمین) میری اس قرن (صدی) والے ہیں۔

وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے صحابہ میری امت کے لیے (ستاروں کی طرح) امان ہیں۔ ❷

آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انصار صحابہ سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اور ان سے بغض رکھنا منافقت کی نشانی ہے۔ ❸

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي

جس نے میرے صحابہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ ❹

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ

(میرے صحابہ کی تو ایسی عظیم شان و فضیلت و عظمت ہے کہ) تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے تو میرے صحابہ کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر نہیں۔ ❺

---

❶ بخاری حدیث 2651

❷ مسلم حدیث 6466

❸ بخاری حدیث 17

❹ ترمذی حدیث 3862

❺ بخاری حدیث 3673

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ،

جو میرے صحابہ سے محبت رکھے تو یہ مجھ سے محبت ہے اسی وجہ سے میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور جو ان سے بغض کرے نفرت و گستاخی کرے تو یہ مجھ سے بغض و نفرت ہے۔ ❶

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي

میرے اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے۔ ❷

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي

جس نے حسن اور حسین سے محبت رکھی بے شک اس نے مجھ سے محبت رکھی، جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ❸

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ

اے علی! تجھ سے محبت مومن ہی رکھے گا اور تجھ سے بغض و نفرت منافق ہی رکھے گا۔ ❹

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے فاطمہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی ❺

---

❶ ترمذی حدیث 3862

❷ ترمذی حدیث 3789

❸ ابن ماجہ حدیث 143

❹ ترمذی حدیث 3736

❺ ترمذی حدیث 3869

صحابہ کرام اہل بیت عظام سے محبت رکھنا ضروری ہے۔ اور اسی محبت کے سچا ہونے کی نشانی ہے کہ دونوں سے محبت کی جائے۔ محبت اہل بیت کے نام پر صحابہ کرام کی توہین کرنا ان کے نام نہ لینا ان کے نام پر نام نہ رکھنا، ان کا تذکرہ خیر نہ کرنا، دوٹوک یا ڈھکے چھپے الفاظ میں طعن و تنقیص کرنا براءت کرنا یہ سب مردود اور باطل ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی محبت کے نام پر اہل بیت سے بغض رکھنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ رافضی اور ناصبی دونوں ٹھیک نہیں ہیں، اہل سنت ہی برحق ہیں۔ اہلسنت میں تھوڑا بہت فروعی اختلاف آپ کو ملے گا اس سے دل چھوٹا مت کیجئے وہ تو رحمت ہے۔

پیسہ پرست شہرت پرست انا پرست، کھانے والے، اور معاشرے کی تباہی کی دو اہم وجوہات۔

فرمان صوفیاء:

فإذا فسد الأمراء فسد المعاش، وإذا فسد العلماء فسدت الطاعات

امراء (لیڈر حکمران سیاستدان) کرپٹ ہوں تو معیشت تباہ ہوجاتی ہے اور اگر علماء (مبلغ صحافی لکھاری معلومات پھیلانے کے ذرائع) کرپٹ (ایجنٹ مکار پیسہ پرست، انا پرست شہرت پرست) ہوں تو لوگوں کا نیک ہونا تباہ ہوجاتا ہے۔ ❶

ایسے مکار علماء صحافی لکھاری واعظ شیعہ ناصبی خارجی نجدی نیم رافضی اور ایسے سیاستدان معاشرے کو تباہ کر رہے ہیں، ایسوں سے بچ کے رہیے، انکو نہ سنیے نہ لفٹ کرائیے، سچے اچھے بنیئے بنائیے۔

كَذَّابٌ قَاتَلَهُمُ اللهُ، إِنْ كَانُوا لَيَأْكُلُونَ بِنَا

جھوٹے مکار، یہ لوگ تو ہم اہلبیت کے نام پہ کھانے والے ہیں۔ ❷

---

❶ شعب الایمان روایت 1679

❷ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة روایت 2695

مکار جھوٹے تضاد بیانی کرنے والے من گھڑت جھوٹی موضوع روایات باتیں بنانے والے، پھیلانے والے مفتری من موجی مکار بے حیاء پیسہ پرست جعلی محب شیعہ رافضی نیم رافضی برحق محب نہیں بلکہ اہلبیت کے نام پے کھانے والے مکار جھوٹے باطل کذاب مردود ہیں۔

فنڈ دولت نذرانے شہرت لائکس ایجنٹی لالچ چمچہ گیری انانیت کے لیے لکھنے بولنے والے سیاستدان صحافی لکھاری ذاکر ماکر رافضی سب باطل و مردود ہیں، سچے اہلسنت حق گو زندہ باد۔

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ

دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص اور طلب شہرت، مومن کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ①

خبردار (محبت تعریف تنقید وغیرہ ہر معاملے میں) خود کو غلو (مبالغہ آرائی، حد سے تجاوز کرنے) سے دور رکھو۔ ②

ہم نے لکھا کہ فروعی ظنی باسلیقہ بلالعن طعن کے اختلاف برحق ہے، ایسا اختلاف صحابہ کرام میں بھی ہوا، اہلسنت میں بھی ملے گا، اس سے دل چھوٹا مت کیجیے۔

برحق اختلاف اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟؟

قال النبي صلى الله عليه وسلم لنا لما رجع من الأحزاب »لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة« فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر للنبي صلى الله

---

① ترمذی حدیث 2376

② ابن ماجہ حدیث 3029 شیعہ کتاب منتہی المطلب 2/729

علیہ وسلم، فلم یعنف واحدا منھم

ترجمہ: غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم (یعنی صحابہ کرام) سے فرمایا کہ: تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے" (صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر) راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر کی نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑھیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا (کہ نماز قضا ہو اس لیے) ہم عصر پڑھ لیں گے۔

(طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے راستے میں ہی عصر کی نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی تابعداری اور انکے مقصد میں ہی ہیں لہذا قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا اس لیے انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھی)۔

پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت نا فرمائی۔ ❶

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قیاس و استدلال اور اس میں اختلاف صحابہ کرام نے اس برحق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کہا اور نبی پاک نے بھی کسی کی ملامت نا فرمائی۔ ایسا اختلاف قابل برداشت ہے بلکہ روایتوں میں ایسے فروعی برحق پردلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ہے۔

اختلاف ایک فطرتی چیز ہے۔ حل کرنے کی بھرپور کوشش اور مقدور بھر علم و توجہ اور اہلِ علم سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رہتے ہوئے پردلیل اختلاف، رحمت ہے۔ مگر آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نہیں، ہرگز نہیں۔ اختلاف بالکل ختم نہیں ہو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا

---

❶ بخاری حدیث 946

ہے، اس لیے اختلاف میں ضد، انانیت، توہین و مذمت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ہونی چاہیے۔ اور یہ عزم و ارادہ بھی ہونا چاہیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نہیں ہو پایا تو اختلاف کو کم سے کم ضرور کیا جائے گا۔۔ اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا۔

اختلاف کی بنیاد حسد و ضد ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔

اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف شہرت واہ واہ کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ہو۔

اختلاف ہو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ہو، بہتر سے بہترین کی طرف ہو، علم و حکمت سے مزین ہو۔

ہر شخص کو تمام علم ہو، ہر طرف توجہ ہو، ہر میدان میں ماہر ہو یہ عادتاً ممکن نہیں، شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماہر حضرات کی شوریٰ ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے۔ بس میں ہی ہوں نہیں سوچنا چاہیے۔ ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ہو، ایک دوسرے کو علم، شعور، ترقی دینے کی سوچ ہو۔!!

کسی کا اختلاف حد درجے کا ہو، ادب و آداب کے ساتھ ہو، دلائل و شواہد پر مبنی ہو تو اس سے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نہیں کرنی چاہیے، ایسے اختلاف پے خطاء والے کو بھی اجر ملتا ہے۔

فاجتهد، ثم اصاب فله اجران، وإذا حكم فاجتهد، ثم اخطا فله اجر

مجتہد نے اجتہاد کیا اور درستگی کو پایا تو اسے دو اجر اور جب مجتہد نے اجتہاد کیا خطاء پے ہوا اسے ایک اجر ملے گا۔ ①

توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاہیے جب یہ ممکن نا ہو تو خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے۔ ہاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل وشواہد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق ولازم ہے۔

اسی طرح ہر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں۔ اختلاف کے لیے اہل استنباط میں سے ہونا ضروری ہے۔ کافی علم ہونا ضروری ہے۔ وسعت ظرفی اور تطبیق وتوفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ہے، جب ہر ایرے غیرے کم علم کو اختلاف کی اجازت نا ہو گی تو اختلافی فتنہ فسادات خود بخود ختم ہوتے جائیں گے۔

اختلاف رحمت شیعہ کتب سے!!

رافضی کتب جھوٹ وتضاد سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، کہتے ہیں کہ اسلام کے نام پر بننے والے فرقوں میں سب سے زیادہ جھوٹے مکار روافض ہیں۔

مگر! جھوٹے مکار رافضی طبرسی کے قلم سے کیا ہی عمدہ سچ نکل ہی گیا، لکھتا ہے۔

أن رسول الله صلى الله عليه وآله قال ما وجدتم فی كتاب الله عزوجل فالعمل لكم به، ولا عذر لكم فی تركه، وما لم يكن فی كتاب الله عزوجل وكانت فی سنة منی فلا عذر لكم فی ترك سنتی، وما لم يكن فيه سنة منی فما قال أصحابی فقولوا، إنما مثل أصحابی فيكم كمثل النجوم، بأيها أخذ اهتدى، وبأی أقاويل أصحابی أخذتم اهتديتم، واختلاف أصحابی لكم رحمة

ترجمہ: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے اس پر عمل لازم، اس کے ترک پر کوئی عذر مقبول نہیں۔ پس اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو میرے

---

① بخاری حدیث 7352

سنت میں ڈھونڈ وسنت میں مل جائے تو عمل لازم، جس کے ترک پر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

اور اگر قرآن وسنت میں نہ پاؤ تو میرے صحابہ کے اقوال میں تلاش کرو، میری صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کے قول کو بھی اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے اور سنو میرے اصحاب (صحابہ اہلبیت) کا اختلاف رحمت ہے۔ ❶

یہاں واضح لکھا ہے کہ قران وسنت و اجتہاد صحابہ و اہلبیت برحق ہے اس پر عمل لازم مگر دوسری طرف بکواس کرتے ہیں کہ قرآن وحدیث ناقص ہیں نعوذ باللہ

كبار علماء الشيعة يقولون بأن القول بتحريف ونقصان القرآن من ضروريات مذهب الشيعة

ترجمہ: شیعہ کے بڑے بڑے علماء نے کہا ہے کہ شیعہ مذہب کے ضروری عقائد و نظریات میں سے ہے کہ قرآن میں تحریف ردو بدل کمی بیشی ہے (لہٰذا شیعہ کے مطابق جو تحریف نہ مانے وہ کافر نعوذ باللہ)۔ ❷

قد جاءت مستفيضة عن أئمة الهدى من آل محمد (ص)، باختلاف القرآن و ما أحدثه بعض الظالمين فيه من الحذف و النقصان

ترجمہ: قریب با متواتر ہے کہ ظالموں (صحابہ کو ظالم کہہ رہا ہے) نے قرآن میں بہت کچھ حذف کیا ہے، کمی بیشی کی ہے۔ ❸

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية

ترجمہ: اصل قرآن جو جبرائیل لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پے مشتمل

---

❶ احتجاج طبرسی 2/105

❷ الانتصار 3/342

❸ اوائل المقالات ص 80، الانتصار 3/340

تھا (موجودہ قرآن میں سات ہزار سے کم آیات ہیں یعنی آدھے سے بھی زیادہ قرآن حذف کر دیا گیا نعوذ باللہ)۔

سیدنا علی واہلبیت نے صحابہ کرام کے متعلق کیا فرمایا، کیا عمل کیا، ایک جھلک شیعہ کتب سے ملاحظہ کیجیے۔!!*

بأصحاب نبيكم لا تسبوهم الذين لم يحدثوا بعده حدثا ولم يؤووا محدثا، فإن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أوصى بهم

ترجمہ: حضرت علی وصیت ونصیحت فرماتے ہیں کہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے متعلق میں تمھیں نصیحت ووصیت کرتا ہوں کہ انکی برائی نہ کرنا، گالی لعن طعن نہ کرنا (کفر منافقت تو دور کی بات) انھوں نے نہ کوئی بدعت نکالی نہ بدعتی کو جگہ دی، بے شک رسول کریم نے بھی صحابہ کرام کے متعلق ایسی نصیحت ووصیت کی ہے۔ ①

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیعوں سے فرمایا:

رأيت أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فما أرى أحداً يشبههم منكم لقد كانوا يصبحون شعثاً غبراً وقد باتوا سجداً وقياماً

ترجمہ: میں (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اصحاب محمد یعنی صحابہ کرام (صلی اللہ علیہ وسلم، ورضی اللہ عنھم) کو دیکھا ہے، وہ بہت عجز وانکساری والے، بہت نیک وعبادت گذار تھے (فاسق فاجر ظالم غاصب نہ تھے) تم (شیعوں) میں سے کوئی بھی انکی مثل نہیں۔ (تمام شیعوں کے مطابق صحیح ومعتبر ترین کتاب نہج البلاغہ ص 181)۔

قال وأخرج عن جعفر أيضا أنه قيل له إن فلانا يزعم أنك تتبرأ من أبي بكر وعمر فقال برء الله من فلان إني لأرجو أن ينفعني الله بقرابتي من أبي بكر

ایک شخص نے کہا امام جعفر صادق سے کہ فلاں آدمی سمجھتا ہے کہ آپ ابوبکر اور عمر

---

① بحارالانوار 22/306

سے براءت کرتے ہیں جس پر امام جعفر صادق نے فرمایا کہ (جس نے میرے متعلق کہا ہے کہ براءت کرتا ہوں) اللہ اس سے بری ذمہ ہے (میں براءت نہیں کرتا توہین تنقیص فاسق فاجر ظالم غاصب وغیرہ نہیں سمجھتا بلکہ ایسا اللہ کا پیارا محبوب ولی عظیم الشان صحابی سمجھتا ہوں کہ) بے شک مجھے امید ہے اللہ مجھے نفع دیگا (سیدنا) ابوبکر کے ساتھ میری قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے۔ ❶

سیدنا علی فرماتے ہیں:

إنه بايعني القوم الذين بايعوا أبا بكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه، فلم يكن للشاهد أن يختار ولا للغائب أن يرد، وإنما الشورى للمهاجرين والأنصار، فإن اجتمعوا على رجل وسموه إماما كان ذلك لله رضى

میری (سیدنا علی کی) بیعت ان صحابہ کرام نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر کی کی تھی، یہ مہاجرین و انصار صحابہ کرام کسی کی بیعت کر لیں تو اللہ بھی راضی ہے (اور وہ خلیفہ برحق کہلائے گا) تو ایسی بیعت ہو جائے تو دوسرا خلیفہ انتخاب کرنے یا تسلیم نہ کرنے کا حق نہیں۔ ❷

سیدنا علی کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ

خلافت سیدنا علی کے لیے نبی پاک نے مقرر نہ فرمائی تبھی تو سیدنا علی نے صحابہ کرام کی شوریٰ کو اللہ کی رضا و پسند فرمایا:

سیدنا علی کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ:

سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان کی خلافت برحق تھی، دمادم مست قلندر سیدنا علی دا چوتھا نمبر۔

سیدنا علی کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ:

صحابہ کرام ایمان والے تھے کافر فاسق ظالم نہ تھے ورنہ سیدنا علی انکی مشاورت و

---

❶ شیعہ کتاب الصوارم المھرقہ ص 246، شیعہ کتاب الامام جعفر الصادق ص 178

❷ شیعہ کتاب نہج البلاغۃ ص 491

ھکم کو برحق نہ کہتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

رافضیوں کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغۃ میں سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم موجود ہے کہ:

ومن كلام له عليه السلام وقد سمع قوما من أصحابه يسبون أهل الشام أيام حربهم بصفين إني أكره لكم أن تكونوا سبابين، ولكنكم لو وصفتم أعمالهم وذكرتم حالهم كان أصوب في القول

ترجمہ: جنگ صفین کے موقعے پر اصحابِ علی میں سے ایک قوم اہل الشام (سیدنا معاویہ سیدہ عائشہ وغیرھما رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین) کو برا کہہ رہے تھے، لعن طعن کر رہے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

تمہارا (اہل شام، معاویہ، عائشہ صحابہ وغیرہ کو) برا کہنا لعن طعن کرنا مجھے سخت ناپسند ہے، درست یہ ہے تم ان کے اعمال کی صفت بیان کرو۔ ❶

ثابت ہوا سیدنا معاویہ سیدہ عائشہ وغیرہ صحابہ کرام کی تعریف و توصیف کی جائے، شان بیان کی جائے۔ یہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پسند ہے۔ ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ سیدہ عائشہ وغیرھما صحابہ کرام پر لعن طعن گالی و مذمت کرنے والے شیعہ ذاکرین ماکرین رافضی نیم رافضی محبانِ اہلِ بیت نہیں بلکہ نافرمان و مردود ہیں، انکے کردار کرتوت حضرت علی کو ناپسند ہیں۔ سخت ناپسند۔

ان عليا لم يكن ينسب أحدا من أهل حربه إلى الشرك ولا إلى النفاق ولكنه كان يقول هم إخواننا بغوا علينا

ترجمہ: بے شک سیدنا علی اپنے اہل حرب (سیدنا معاویہ، سیدہ عائشہ اور ان کے گروہ) کو نہ تو مشرک کہتے تھے نہ منافق...... بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ سب ہمارے بھائی ہیں مگر (مجتہد) باغی ہیں۔ ❷

---

❶ شیعہ کتاب نہج البلاغۃ ص 437

❷ شیعہ کتاب بحار الانوار 32 / 324، شیعہ کتاب وسائل الشیعۃ 15 / 83، شیعہ کتاب قرب الاسناد ص 94

سیدنا ابوبکر و عمر، سیدنا معاویہ وغیرہ صحابہ کرام کو کھلے عام یا ڈھکے چھپے الفاظ میں منافق بلکہ کافر تک بکنے والے، توہین و گستاخی کرنے والے رافضی نیم رافضی اپنے ایمان کی فکر کریں...... یہ محبانِ علی و اہلبیت نہیں بلکہ نافرمانِ علی ہیں، نافرمانِ اہلبیت ہیں۔

وقال عليه السلام يهلك في رجلان محب مفرط، وباهت مفتر

قال الرضي رحمه الله تعالى وهذا مثل قوله عليه السلام يهلك في اثنان محب غال، ومبغض قال الشرح قد تقدم شرح مثل هذا الكلام، وخلاصة هذا القول إن الهالك فيه المفرط، والمفرط أما المفرط فالغلاة، ومن قال بتكفير أعيان الصحابة ونفاقهم أو فسقهم

یعنی حضرت علی نے فرمایا کہ میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاکت میں ہیں ایک وہ جو مجھ سے حد سے زیادہ محبت کرے دوسرا وہ جو مجھ سے بغض رکھے مجھ پر بہتان باندھے۔

یعنی جو اعیان صحابہ کو کافر کہے یا منافق کہے یا فاسق کہے وہ ہلاکت میں ہے۔ ①

شیعہ رافضی نیم رافضی میں یہ دونوں بری عادتیں بھری پڑی ہیں کوٹ کوٹ کے۔ اللہ ہدایت دے، مکاروں گمراہوں کے مکر و گمراہی عیاری مکاری سے بچائے۔ ضدی فسادی کو تباہ و برباد فرمائے۔

اور پھر سیدنا حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بمع رفقاء سیدنا معاویہ سے صلح و بیعت کر لی اور فرمایا سیدنا معاویہ کی بیعت کرو، اطاعت کرو۔

جمع الحسن رءوس أهل العراق في هذا القصر قصر المدائن۔ فقال إنكم قد بايعتموني على أن تسالموا من سالمت وتحاربوا من حاربت، وإني قد بايعت معاوية، فاسمعوا له وأطيعو

ترجمہ: سیدنا حسن نے مدائن کے ایک محل میں عراق وغیرہ کے بڑے بڑے لوگوں

---

① شرح نہج البلاغۃ 20/ 220

کو جمع کیا اور فرمایا کہ تم لوگوں نے میری بیعت کی تھی اس بات پر کہ تم صلح کرلو گے اس سے جس سے میں صلح کروں اور تم جنگ کرو گے اس سے جس سے میں جنگ کروں تو بے شک میں نے معاویہ کی بیعت کر لی ہے تو تم بھی سیدنا معاویہ کی بات سنو مانو اور اطاعت کرو۔ ①

لیکن جب سیدنا حسن نے حدیث پاک کی بشارت کے مطابق سیدنا معاویہ سے صلح کی، سیدنا معاویہ کی تعریف کی، انکی بیعت کی، بیعت کرنے کا حکم دیا تو بعض شیعوں نے سیدنا حسن کو کہا: **یا مذل المؤمنین ویا مسود الوجو**

اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے، مومنوں کے منہ کالا کرنے والے۔ ②

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: **قد خذلتنا شیعتنا**

ترجمہ: بے شک ہمارے کہلانے والے شیعوں نے ہمیں رسوا کیا، دھوکہ دیا، بے وفائی کی۔ ③

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ: سیدنا حسن و معاویہ کا اختلاف بے شک تھا مگر سیدنا حسن کے مطابق بھی سیدنا معاویہ بہتر و اچھے تھے، کافر گمراہ منافق وغیرہ نہ تھے۔

سیدنا حسن کی بات ان لوگوں کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ ہے جو کہتے ہیں کہ سیدنا حسن نے نہ چاہتے ہوئے بیعت کی، مجبور ہو کر بیعت کی، تقیتاً بیعت کی۔

بلکہ الٹا شیعوں کی مذمت ہے کیونکہ سیدنا حسن کی بات سے واضح ہے کہ ان کو شیعوں کی بے وفائی و منافقت کا تقریباً یقین تھا، آپ کو خوف تھا کہ شیعہ جان مال اور اہلبیت کو بھی قتل کر دیں گے۔ اس لیے آپ نے اپنی جان مال اور اہلبیت کے تحفظ کے لیے سیدنا معاویہ سے صلح کی کیونکہ سیدنا حسن کا خیال تھا کہ شیعہ اہلبیت کو نقصان دیں گے مگر معاویہ تحفظ دیں گے۔ اس میں سیدنا معاویہ کی بڑی شان بیان ہے اور رافضیوں کی

---

① الاصابہ فی تمییز الصحابہ ,2 / 65

② شیعہ کتاب مستدرک سفینہ بحار 8 / 580

③ شیعہ کتاب مقتل ابی مخنف ص 43، شیعہ کتاب موسوعہ کلمات الامام الحسین ص 422

بے وفائی مکاری اسلام و اہلبیت سے دشمنی کا بیان ہے۔

اتحاد و برداشت کی راہ؟

سیدنا حسن نے دوٹوک فرمایا کہ رافضیوں نے ان پر حملہ کیا، مال لوٹا، ساز و سامان چھین کر لے گئے، اس سے ثابت ہوتا ہے شیعہ جعلی محب و مکار ہیں۔ محبت کا ڈھونگ رچا کر وہ دراصل اسلام دشمنی اہلبیت دشمنی نبھانے والے ہیں۔ اسلام کو تباہ کرنے والے، قرآن و سنت اسلام میں شکوک و شبہات پھیلانے والے دشمن اسلام ہیں، دشمنان اسلام کے ایجنٹ ہیں۔ انکی باتیں کتابیں جھوٹ و مکاریوں سے بھری پڑی ہیں۔ سیدنا حسین کو بھی انہی بے وفا مکار کوفی شیعوں نے شہید کرایا، یہ لوگ مسلمانوں میں تفرقہ فتنہ انتشار قتل و غارت پھیلانے والے رہے ہیں۔ انہیں اسلام کی سربلندی کی کوئی فکر نہیں بلکہ اسلام دشمن ہیں یہ لوگ۔ انکا کلمہ الگ، اذان الگ، نماز الگ، زکوۃ کے منکر، حج سے بیزار، قران میں شک کرنے والے، شک پھیلانے والے، جھوٹے عیاش چرسی موالی بے عمل بدعمل بے وقوف و مکار دشمن اسلام دشمن اہلبیت ہیں، ایمان سے بتائیے قرآن کے متعلق انبیاء کرام کے متعلق صحابہ کرام و ازواج مطہرات کے متعلق کفریات بکواسات کے ہوتے ہوئے روافض نیم روافض کو بھی حق و ٹھیک کیسے کہا جاسکتا ہے۔؟ ان سے اتحاد کیسے کیا جاسکتا ہے......؟ برداشت کیسے کیا جاسکتا ہے۔؟ اتحاد و برداشت کے لیے لازم ہے کہ روافض نیم روافض اعلان کریں کہ ایسی بکواسات والی کتب و لکھاری کافر گمراہ مردود ہیں، پھر ان کتب و لکھاریوں سے براءت کا اعلان کریں اور ایسی کتب ضائع کر دیں پابندی لگا دیں، توبہ تائب ہوں تو ہی اتحاد ہوسکتا ہے۔ ہاں فروعی مدلل اختلاف قابل برداشت میں برداشت لازم۔!!

فنعى الوليد إليه معاوية فاسترجع الحسين۔ سیدنا حسین کو جب سیدنا معاویہ کی وفات کی خبر دی گئ تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

پڑھا...... (شیعہ کتاب اعلام الوری طبرسی 1 / 434) مسلمان کو کوئی مصیبت، دکھ ملے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (سورہ بقرہ 156) ثابت ہوا سیدنا معاویہ امام حسین کے مطابق کافر ظالم منافق دشمن برے ہرگز نہ تھے جو کہ مکار فسادی نافرمان دشمنان اسلام گستاخانِ معاویہ کے منہ پر طمانچہ ہے۔

هذا ما صالح عليه الحسن بن علي بن أبي طالب معاوية بن أبي سفيان صالحه على أن يسلم إليه ولاية أمر المسلمين، على أن يعمل فيهم بكتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وآله وسيرة الخلفاء الصالحين

(شیعوں کے مطابق) امام حسن نے فرمایا یہ ہیں وہ شرائط جس پر میں معاویہ سے صلح کرتا ہوں، شرط یہ ہے کہ معاویہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرتِ نیک خلفاء کے مطابق عمل پیرا رہیں گے۔ ❶

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”نیک خلفاء کی سیرت“ فرمایا جبکہ اس وقت شیعہ کے مطابق فقط ایک خلیفہ برحق امام علی گذرے تھے لیکن سیدنا حسن ”نیک خلفاء“ جمع کا لفظ فرما رہے ہیں جسکا صاف مطلب ہے کہ سیدنا حسن کا وہی نظریہ تھا جو سچے اہلسنت کا ہے کہ سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم خلفاء برحق ہیں تبھی تو سیدنا حسن نے جمع کا لفظ فرمایا۔ اگر شیعہ کا عقیدہ درست ہوتا تو ”سیرت خلیفہ“ واحد کا لفظ بولتے امام حسن اور دوسری بات یہ بھی اہلسنت کی ثابت ہوئی کہ ”قرآن وسنت“ اولین ستون ہیں کہ ان پے عمل لازم ہے جبکہ شیعہ قرآن وسنت کے بجائے اکثر اپنی طرف سے اقوال گھڑ لیتے ہیں اور اہلبیت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

ان غالی مکار جعلی محب شیعوں رافضیوں نے سیدنا علی وغیرہ کے عمل و اقوال کے برخلاف صحابہ کرام کے متعلق کیا بکواس کی؟ ایک جھلک ملاحظہ کیجیے!!٭

---

❶ شیعہ کتاب بحار الانوار جلد 44 ص 65

اہل تشیع کی کتابوں میں سیدنا ابوبکر صدیق کے لقب صدیق کی وجہ یہ لکھی ہے کہ:

حين كان معه في الغار، قال رسول الله صلى الله عليه وآله إني لارى سفينة جعفر بن أبي طالب تضطرب في البحر ضالة، قال يا رسول الله وإنك لتراها قال نعم، قال فتقدر أن ترينيها قال ادن مني، قال فدنا منه، فمسح على عينيه، ثم قال انظر، فنظر أبو بكر فرأى السفينة وهي تضطرب في البحر ثم نظر إلى قصور أهل المدينة، فقال في نفسه الآن صدقت أنك ساحر، فقال رسول الله الصديق أنت

ترجمہ: جب ابوبکر نبی پاک کے ساتھ غار میں تھے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ حضرت جعفر کی کشتی سمندر میں بھٹکتی ہوئی مضطرب ہے۔ ابوبکر نے پوچھا آپ دیکھ رہے ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا ہاں! ابوبکر نے کہا مجھے دکھا سکتے ہیں؟ رسول نے فرمایا قریب آ جاو، وہ قریب ہوئے۔ پس رسول نے اسکی انکھوں پر ہاتھ پھیرا اور کہا دیکھو۔ تو ابوبکر نے مضطرب کشتی کو دیکھا پھر اہل مدینہ کے محلات تک دیکھ لیے اور اپنے دل میں کہا کہ:

اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ تم جادوگر ہو۔ رسول نے کہا تم صدیق (سچے) ہو۔ ❶

تفسیر نور الثقلین میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ سورہ توبہ آیت 40 میں جو ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انکی بات کو اللہ نے نیچا کیا۔ اس آیت میں کافروں کی بات سے مراد ابوبکر کی مذکورہ بات مراد ہے۔ ❷

غور کیجیے! بغض میں آ کر کیسا جھوٹ گھڑ لیا اور یہ سوچنا بھی بھول گئے کہ اگر صدیق نے رسول کو جادوگر سمجھا اور رسول نے تصدیق بھی کر دی کہ تم سچے ہو۔ گویا رسول کریم نے

---

❶ شیعہ کتاب بحار الانوار جلد 19 ص 71 شیعہ کتاب تفسیر قمی جلد 13 ص 12 شیعہ کتاب مختصر بصائر الدرجات ص 33 شیعہ کتاب تفسیر نور الثقلین 2/ 220 بعینہ او نحوہ

❷ شیعہ کتاب تفسیر نور الثقلین 2/ 220

خود کو جادوگر تسلیم کرلیا؟ نعوذ باللہ بغض صدیق میں آکر رسول کریم کی بھی توہین کی بلکہ ایک طرح سے نبوت ورسالت کا بھی انکار کرڈالا۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ**

سیدنا صدیق کو نعوذ باللہ کافر تک کہہ دیا: حالانکہ سورہ توبہ آیت 40 میں لفظ **کفروا** ہے جو کہ جمع کے لیے آتا ہے۔ جمع کا لفظ بلا دلیل ایک ذات پر فٹ کرنا خود ایک جہالت ہے، جھوٹ ہے۔ قرآن میں تحریف کے مترادف ہے۔

ذرا سی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ بغض و بہتان ہے، جھوٹ ہے۔ بھلا رسول کریم نعوذ باللہ ایک کافر کو زندگی بھر کا اپنا ساتھی کیسے بنائیں گے۔؟

بھلا سیدنا علی ایک کافر اور ساحر کہنے والے کی خلافت کیسے تسلیم کریں گے۔؟؟ بلکہ سیدنا علی نے تو اپنے بیٹوں کے نام صدیق وعمر رکھے۔ بھلا کافرومنافقوں والے نام سیدنا علی کیسے رکھ سکتے ہیں۔؟

* * *

وضاحت و ہدایت

مولانا یٰسین اختر مصباحی۔ دارالقلم، دہلی

فقیہِ اسلام، امام احمد رضا، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی کو دیگر سینکڑوں علمائے ملت واکابرِ اہلِ سنت کی طرح، کبھی امام، کبھی اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور ان کے لئے دعائیہ جملہ: رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کہا اور لکھا جاتا ہے۔ عرب وعجم میں اپنے مقتدا و پیشوا و رہنما کو، ایسا کہنا اور لکھنا، اتنا رائج و معمول ہے کہ: کسی پڑھے لکھے مسلمان کے لئے، اس کے حوالے اور نشان دہی کی ادنیٰ ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔

عربی و فارسی و اردو وغیرہ کی بے شمار کتب و رسائل میں جلیل القدر علما کی طرف

سے ان کا بے تکلف و بے دغدغہ استعمال، ان کے جواز و رواج کے واضح ثبوت ہیں۔

لفظِ امام، کبھی انبیا، کبھی صحابہ، کبھی مجتہدین، کبھی صلحا و اتقیا، کبھی علما و فضلا، کبھی خُلفا و سلاطین اور کبھی اُمرا و حکام کے لئے بولا جاتا ہے۔

مثلاً: اِمَامُ الْاَنْبِیا، اماُ الْقوم، امامُ النَّاس، امامُ الْاَئِمَّہ، امامُ الْمُؤمِنِین وغیرہ۔

خلفائے راشدین بھی اہلِ ایمان کے امام ہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے، امام حسن، امام حسین، امام جعفر صادق، امام ابوالحسن اشعری، امام ابومنصور ماتریدی، امام نخعی، امام مجاہد، امام شعبی، امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام محمد، امام ابویوسف، امام غزالی، امام رازی، امام سیوطی، امام بخاری، امام مسلم، امام نووی وَغَیرُہُم۔

ابنِ حزم، ظاہری و ابنِ تیمیہ حَرّانی و ابنِ قیم اور ابنِ عبدالوہاب، نجدی، وغیرہ کو بھی ان کے ہم مسلک علما بے دھڑک امام کہتے اور لکھتے ہیں۔

کبھی کبھی، سید احمد رائے بریلوی اور شاہ اسمٰعیل دہلوی کو بھی ان کے ماننے والے اپنے اردو، وعربی مضمون و کتاب میں امام لکھتے ہیں۔

سوانحِ قاسمی میں مولانا مناظر احسن گیلانی نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کو نہ جانے کتنی جگہ سَیدُ نَا الْاِمَامُ الْکَبِیر لکھا ہے۔

ابھی کچھ دنوں پہلے، فُضَلاے دیوبند نے الامام محمد قاسم النانوتوی سیمینار کیا۔ اور اس کی خوب تشہیر کی۔ لکھنؤ کے ''امامِ اہلِ سنّت عبدالشکور کاکوروی'' کی علماے دیوبند و ندوہ، مدح سرائی کرتے رہتے ہیں۔ رہ گئے مسجد کے امام تو ان کی تعداد عالَمِ اسلام میں کئی ہزار نہیں بلکہ کئی لاکھ تک جا پہنچتی ہے۔

لفظِ اعلیٰ حضرت، کلمۂ تعظیم و تکریم ہے۔ مذہبی پیشوا اور دنیوی حکمراں، دونوں پر

اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ کلمہ، بلند پایہ، سرکارِ والا جاہ، عالی مقام، جنابِ عالی اور عالی جناب کے ہم معنی ہے۔ ممتاز ترین دینی و دنیوی شخصیات کو، اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔

ہمارے ہندوستان کے اندر اس کا زیادہ استعمال شاہ جہاں و اورنگ زیب اور حیدر آباد میں نظام و نوابِ دَکن کے لئے ہوتا رہا ہے۔

مقتدر دینی و علمی ہستیوں کے اہلِ عقیدت و محبت بھی اپنے ممدوح و مخدوم کو اعلیٰ حضرت کہتے اور لکھتے چلے آ رہے ہیں۔

مثلاً: اعلیٰ حضرت، حاجی امداد، مہاجر مکی (وصال ۱۳۱۷ھ/ ۱۷۹۹ء)

اعلیٰ حضرت، مفتی ارشاد حسین، مجددی، رام پوری (وصال ۱۳۱۱ھ/ ۱۹۰۱ء)

اعلیٰ حضرت، تاج الفحول، مولانا عبدالقادر، بدایونی (وصال ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء)

اعلیٰ حضرت، مولانا احمد رضا، بریلوی (وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء)

اعلیٰ حضرت، سید شاہ علی حسین، اشرفی، کچھوچھوی (وصال ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)

وَغیرھُم، رِضْوَانُ اللهِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِین۔

مشہور دیوبندی عالم، مولانا عاشق الٰہی، میرٹھی نے، حلقۂ دیوبند کے قطبُ الاقطاب مولانا رشید احمد، گنگوہی کے احوال وکوائف پر لکھی گئی اپنی کتاب تذکرۃُ الرشید کے ص ۴۶ و ص ۴۷ پر، حاجی امدادُ اللہ، مہاجر مکی کو دس پندرہ جگہ اور پوری کتاب میں ۲۴۱ جگہ، اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

اسی طرح، علمائے دیوبند کی کئی دوسری کتابوں، مثلاً: تذکرۃُ الخَلِیْل اور اشْرفُ السَّوَانح وغیرہ میں بھی حاجی صاحب کو، جا بجا، اعلیٰ حضرت لکھا گیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث، مولانا زکریا، سہارن پوری نے حاجی امدادُ اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم، رائے پوری و رشید احمد، گنگوہی و اشرف علی، تھانوی، وغیرہ،

علمائے دیوبند کو اپنی ''آپ بیتی'' مطبوعہ سہارن پور میں ۱۸۹ جگہ، اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہنا، صرف صحابۂ کرام کے ساتھ، خاص نہیں، غیرِ صحابہ اولیا و صُلحائے امت کے لئے بھی، یہ دعائیہ جملہ، صدیوں سے کہا اور لکھا جا رہا ہے۔

البتہ، صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے حضورِ اکرم اور عَلَیْہِ السَّلَام جملہ انبیا و مرسلین کے لئے خاص ہے۔ امتِ محمدیہ کے کسی بھی دینی بزرگ کو، جو مرحوم ہو چکا ہے، اُس کے لئے رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کہنا، عام ہے۔ امام قاضی عیاض، مالکی، اندلسی (وصال ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

یَجِبُ تَخْصِیْصُ النَّبِیِّ وَ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ بِالصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْم۔

وَ لَا یُشَارِکُ فِیْہِ سِوَاھُم۔

کَمَا اَمَرَ اللّٰہُ بِقَوْلِہٖ (صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا)

وَ یُذْکَرُ مَنْ سِوَاھُمْ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَ غَیْرِھِمْ بِالْغُفْرَانِ وَ الرِّضٰی۔ ❶

دُرِّ مُختار از مفتیِ اعظمِ ملکِ شام، شیخ علاء الدین محمد بن حصکفی، دمشقی (وصال ۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء) میں ہے:

وَ یستحبُّ التَّرَضِّی لِلصَّحَابَۃِ وَالتَّرَحُّم لِلتَّابِعِیْن وَ مَنْ بَعدَھُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَ الْعِبَادِ وَ سَائِرِ الْاَخْیَار۔

وَ کَذَا یَجُوْزُ عَکْسُہٗ۔ وَ ھُوَ التَّرَحُّمُ لِلصَّحَابَۃِ۔

وَ التَّرَضِّی لِلتَّابِعِیْن وَ مَنْ بُعْدَھُمْ۔ عَلَی الرَّاجِحْ۔ (شامی جلد ۵)

خود، مذکورہ سوانحی کتاب، تذکرۃُ الرَّشید کے ص ۲۸ پر ہے:

''مولانا محمد قاسم نانوتوی و مولانا رشید احمد گنگوہی، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔'' الخ

متقدمین و اسلافِ کرام، صدیوں پہلے سے اپنی کتابوں میں تابعین و ائمۂ و فقُہا و

---

❶ ص ۲۸۔ جلدِ ثانی۔ اَلشِّفَا بِتَعْرِیْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰی

عُلماے کرام کو، بِلاتوقف و بِلانکیر، رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لکھتے چلے آ رہے ہیں۔

اس لئے متأخرین و موجودہ عُلماے اہلِ سنّت بھی، غیر صحابہ کو خواہ، وہ، تابعی ہوں، یا تبع تابعین، یا۔ بعد کے عُلما وفقہا و بزرگانِ دین ہوں، اُن کے لئے رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے ساتھ، رَضِیَ اللهُ عَنْهُ کہنے اور لکھنے کو، اپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔

مثلاً: شیخ عبدالحق، محدِّث دہلوی نے، اِشِعَّةُ اللَّمعات، جلدِ چہارم میں حضرت اویس قرنی کو اور اَخْبَارِ الْاَخْيَار میں حضرت سیدنا عبدالقادر، جیلانی کو علاّمہ ابنِ عابدین، شامی نے، رَدُّ الْمُحتار، جلدِ اوّل میں امام اعظم ابوحنیفہ کو علاّمہ شہاب الدین، خفاجی نے، نَسِیمُ الرِّیَاض جلدِ اوّل میں قاضی عیاض مالکی کو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لکھا ہے۔

مندرجہ بالا تحقیق و تفصیل سے واضح ہو گیا کہ:

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، رَضِیَ اللهُ عَنْهُ کہنا اور لکھنا اپنے عُلما و فُقہا و ائمّہ و اسلافِ کرام کی روِش اور ان کے طریقے کے عین مطابق ہے۔

اور چوں کہ عُلماے حرمین محترمین نے بھی آپ کو آیَةٌ مِنْ آیَاتِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن وَ مُعْجِزَةٌ مِنْ مُعْجِزَاتِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن وَ شَیْخُ الْاِسْلَام وَالْمُسْلِمِیْن مانا اس لئے بجا طور پر آپ، اس طرح کی تکریم واِعزاز و دعا کے مستحق ہیں۔

تمھیں اہلِ حرم نے مانا اپنا قبلہ و کعبہ
تمھاری شان میں جو کچھ کہوں، اس سے، سِوا، تم ہو

❀❀❀

قابلِ مُطالعہ کتابیں

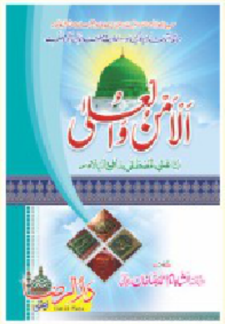
الامن والعلی

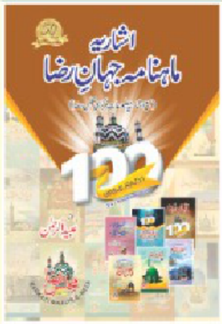
اشاریہ
ماہنامہ جہانِ رضا

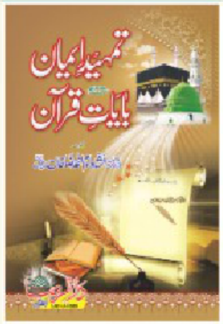
تمہید ایمان
بآیاتِ قرآن

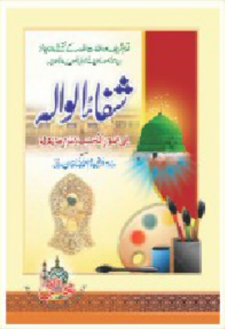
شفاء الوالہ

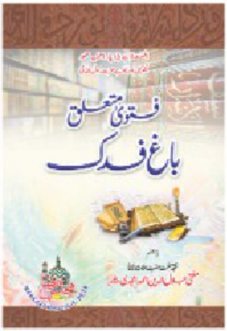
فتویٰ متعلق
باغ فدک

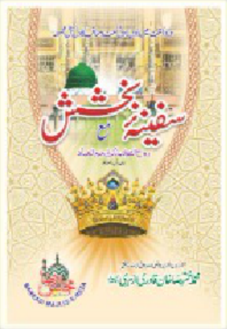
سفینۂ بخشش

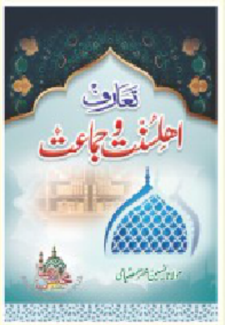
تعارف
اہلسنت و جماعت

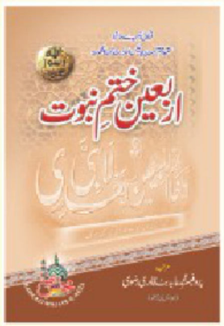
اربعین ختمِ نبوت

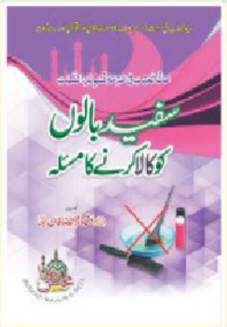
سفید بالوں
کو کالا کرنے کا مسئلہ

مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
☎ 042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com